۷۸۶

# لواء الحمد

مُصَنّفہٗ

قطب الاقطاب غوث الانجاب۔ بدر الاتقیا زبدۃ الاصفیا صاحب الخلوات والجلوات شیخ الاحوال والتجلیات حضرت سید شاہ فرزند علی منیری قدس سرہٗ

حسب الہدایت

حضرت مولٰنا سید شاہ اسد اللہ منیری مدظلہ العالی

زیر نگرانی

تراب الاقدام مشائخ الکرام

محمد شفیع اللہ صفی آروی

در شمسی پریس گیا مطبوع گردید سنہ ۱۳۵۶ھ

قیمت ۴ر تعداد ۵۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حلیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جاننا اور جان کر پہچاننا ہر فرد مسلمان کیلئے ضروری اور لازمی ہے اسلئے کہ ہر مرد مسلمان محب رسول یقینی اور ہر محب طالب دیدار محبوب علنی ہوا کرتا ہے پس اگر کسی کی قسمت بیدار ہوگئی اور خواب میں لقائے رسالت سے اوسکی آنکھیں دوچار ہوگئیں تو پھر اوسکی تصدیق و مطابقت صرف حلیہ پاک سے ہی ہو سکتی ہے۔ اس بناء پر شمائل ترمذی کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی یعنی جس نے دیکھا مجکو خواب میں پس بیشک اوسنے دیکھا مجکو پس تحقیق شیطان میری شکل کے مثل نہیں بن سکتا اور دوسری حدیثوں میں لا یتصور ولا یتشبہ بی و لا یتخیل بی بھی آیا ہے یعنی شیطان میری صورت اور میرے مشابہ نہیں بن سکتا۔ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کے شرف دیدار ہو جانے کی بڑی فضیلت ہے کہ جنہوں نے ایک نظر ایمان کے ساتھ آپکو زندگی میں دیکھ لیا وہ اصحاب ہوگئے اور اصحاب کا مرتبہ انبیاء کے بعد سب سے بالا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب مثل آفتاب ماہتاب وغیرہ ستاروں کے ہیں اُن میں سے تم جن کی اقتدا

کر دگے راہ پا و گے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کیمیا اثر ایسی تھی کہ
جس مومن پر پڑ جاتی تھی پہلے اسے نظر گردش ہو جاتی اور صفات ذمیمہ سے وہ پاک اور
صاحب ادراک ہو جاتا تھا۔ ؎ یک نظر از دوست صد ہزار سعادت ✤ منتظرم تا کے وقت آن نظر آید
راہ حق میں نظر گردش بمنزلہ وضو کے ہے نماز میں ع پاک شو اول وپس دیدہ برآں پاک انداز ؎
اوصاف ذمیمہ چوں بدل شد ✤ ہر عقدہ کہ در تو بود حل شد + آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تعریف میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ یعنی آپ ہر
طرح کی برائیوں سے انکو پاک کرتے ہیں اور کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ اسی لیے
صحابہ رضوان اللہ علیہم اسلام لانے سے پہلے زمانہ کو ایام جاہلیت کہتے تھے۔ اور یہ وہ
علم کتاب و حکمت ہے کہ جسکے بارے میں ارشاد باری ہے لا یمسہ الا المطھرون یعنی نہ
چھوئے اسکو مگر طاہر و پاک لوگ۔ الغرض اب بعد وصال رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم مشتاقین
زیارت کا وسیلہ دیدار خواب ہی ہے۔ اور صحت خواب کی علامت حلیہ شریف سے بالکلیہ
مطابقت و موافقت ہے کیونکہ اُسی شمائل ترمذی میں وارد ہے کہ ایک صاحب نے ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمنے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ
حضرت امام حسن علیہ السلام سے مشابہ تھے حضرت ابن عباس رضی عنہ نے اسکی تصدیق
فرمائی کہ بیشک حضرت امام علیہ السلام آپ سے مشابہ تھے اور ایضاً ایک اور صاحب نے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے بیان کیا کہ ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

خواب میں دیکھا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (شاید تحقیق کی غرض سے) فرمایا
کہ جس آدمی کو تمنے خواب میں دیکھا اوسکی تعریف بیان کر سکتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں اور
حلیہ شریف بیان کیا اس پر ایک دوسرے صاحب نے کہا میں نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اس صفت کیساتھ تھے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ اگر
تم بیداری میں بھی آپ کو دیکھتے تو اس شخص سے زیادہ آپ کا بیان نہیں کر سکتے تھے ان
دونوں روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حلیہ شریف دریافت
کرکے تحقیق و تصدیق فرمائی اور نیز احادیث خواب میں جتنے الفاظ تخیل اور تمثل اور صورت اور
مشابہت کے آئے ہیں یعنی شیطان میری شکل اور صورت اور میرے مثل و مشابہ بننے کی طاقت
نہیں رکھتا ان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف
ہونیوالا خواب میں آپکی اصلی صورت سے مشرف ہو گا ورنہ اس بیان کی ضرورت کیا تھی کہ
شیطان میری صورت اور میرے مشابہ اور میرے مثل اور میری شکل نہیں بن سکتا۔ اسی وجہ سے
محققین نے فرمایا ہے کہ شیطان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نہیں بن سکتا ہے
مگر خواب میں دوسری صورتوں میں دعوی کر سکتا ہے۔ اور لوگوں کو دھوکا دے سکتا ہے
اور آدمی فریب کھاتا ہے اور مغرور ہو جاتا ہے حلیہ شریف کو خوب یاد اور ذہن نشین کرلینا چاہیے
کہ دھوکا نہ ہو چنانچہ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ موٹا سا آدمی
دبنگ گورا رنگ بیٹھا ہوا ہے میں نے اُس سے پوچھا کہ آپ کون بزرگ ہیں اُس نے

اس عبارت سے جواب دیا کہ ہم محمد رسول اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے حلیہ شریف سے
ملایا تو اسکو مطابق نہ پایا چاہا کہ لاحول پڑھوں تو ادب مانع آیا میں نے بے تکلف جی کو دبا
کر کہا " لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم " تو دیکھا کہ جس طرح کسی کو عذاب ہو اس کو
تکلیف ہونے لگی اور حالت اضطراب میں میرا ہاتھ اسکے چہرہ پر پڑ گیا۔ اسکے چہرہ کو
پکڑے ہوئے ہوں اور لاحول پڑھتا جاتا ہوں اور اسکی صورت بدلتی جاتی ہے اور
جس طرح تار کو جنتر میں کھینچ کر بڑھاتے ہیں اسکا چہرہ کھنچنے لگا۔ لمبا اور پتلا ہوتا چلا
یہاں تک کہ دو تین ہاتھ کا ہو گیا اور ناک اور آنکھیں الف کے مانند لمبی اور پتلی ہو گئیں اور
ایسی بھیانک صورت ہو گئی کہ میں ڈر کر چونک پڑا پس ایسے خواب کی صحیح اور یقینی ہونیکی علامت
حلیہ شریف سے بالکل مطابقت ہی ہوسکتی ہے۔ اور دوسری صحت خواب کی علامت خواب گاہ
میں خوشبو کا پایا جانا ہے بلکہ اُس خوشبو کا دوسرے کو بھی محسوس ہونا جیسا کہ نقل ہے کہ ایک
بزرگ نے ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور تمام حجرہ معطر
تھا۔ اوسدن برادری میں کوئی تقریب تھی ایک عزیز آپکو اٹھانے لگے تو ان کا بیان ہے
کہ در و دیوار اور تمام حجرہ معطر تھا اور آپ کا جسم اور لباس اور بستر خواب خوشبو ہو رہا تھا
اور تمام خوشبو عجیب لطیف اور نادر تھی کہ بیان نہیں کر سکتا ہے

جس طرف ہو کے گذرتا تھا وہ شاہ دیر تک رہتی معطر وہ راہ

یہ شعر حدیث شریف کا ترجمہ ہے۔ اور صحت خواب کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ صاحب

زیارت کی صفت مذموم معدوم ہو جائے جیسا کہ نظر کیمیا اثر کا خاصہ تھا کہ جس مومن پر پڑتی اوسے گردش ہو جاتی اور وہ پاک ہو جاتا ہے ہر کہ را یا بدز خود بستاندش ؎ از نہاد خویش برگرداندش۔ بس الحمد للہ کہ یہ کتاب کتاب مستطاب طبع کار آمد اولوا الالباب ہو رہی ہے اللہ تعالی اسکو خلق کے لئے مفید بنائے اور حضرت کے فیض و ثواب میں سے کوشش کرنیوالوں کو بھی بہرہ ور فرمائے حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا قطعہ تاریخ وصال یہ ہے۔

## قطعہ

شاہ فرزند علی منیری — آن کہ از آل رسول اللہ بود
در رہ حق صاحب تحقیق بود — شیخ برحق بود و حق آگاہ بود
مرشد وے روح مخدوم جہاں — شیخ شرف الدین شاہنشاہ بود
حضرت مخدوم شاہ دولتش — قافلہ سالار و خضر راہ بود
نقل آن مخدوم و نقل شاہ ما — بعد سہ صد سال در یک ماہ بود
سال تاریخش ز حسن اتفاق — ہم بکتبۂ روضہ و درگاہ بود

پس چہ حسب حال شد سال وصال
وارث حال پیمبر شاہ بود

خادم الفقراء
سید شاہ اسد اللہ عفی عنہ (منیری)

مصنف (شاہ فرزند علی صوفی منیری تلمیذ حضرت غالب) کے حالات کیلئے ملاحظہ فرمایئے رسالہ معارف اعظم گڑھ ماہ جون سنہ ۱۹۳۲ء اور "نادر خطوط غالب" مولفہ رب سہدانی گیاوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرجع حمد و شکر ذات پاک خالق کون و مکان دارائے جہان خداوند کریم ہے اور مورد تحسین و آفریں واسطہ ظہور صاحب لواء الحمد احمد بے میم۔ نسبت محامد ہر رنگ میں صانع لایزال کی طرف ہے اور اضافت محاسن ہر ڈھنگ میں اسکے محبوب باکمال کی طرف۔ اسکو حمد کا اطلاق اسکو درود کا استحقاق صلے اللہ علیہ وعلی من لدیہ۔

امابعد بندہ گنہ گار رحمت و شفاعت کا امیدوار فرزند علی منیری کیا شکر گذاری کرے خدا کی جس نے توفیق عطا کی مگر درود پڑھے اس صاحب جمال و جلال پر جسکے سبب سے یہ توفیق ملی اور اسکے آل و اصحاب باکمال پر جنکی روایت اور ہدایت سے راہ تحقیق ملی کہ یہ رسالہ نجات کا قبالہ صدق و بیان سے سبق مہر نبوت ہے مزین حلیہ رسول خدا علیہ التحیۃ و الثنا کے بیان میں اردو زبان میں بارہ سو اکاسی ہجری کو تمام اور لواء الحمد اسکا نام ہوا حاصل اسکا صلہ ہے شکر کی جا ہے کہ اہل اسلام میرے کلام پر درود پڑھینگے میرا کلام کیا حضرت کے نام پر درود پڑھینگے جب ذکر پاک آئیگا درود پڑھا جائیگا ۔

ہے یہ آئینۂ روئے مقصود　　دیکھئے جوش اسے اور پڑھئے درود

تمت بروز جمعہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ بمقام اسلام پور کتبہ فرزند علی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جس سخن پر کہ زبان ہو جاری — حاصل نطق ہے حمد باری
لائق مدحت و تحسیں ہے وہ — خالق حرف و صدا ہیں ہے وہ
پُرسواد اُس سے بیاض عالم — اُس سے روشن یہ سواد اعظم
مصحف خلق ہے تصنیف اُسکی — ہے سب آیات میں تعریف اسکی
ساری تعریفیں ہیں حمد صانع — ہیں ضمیریں اوسی جانب راجع
کُنہہ ذات اسکی بشر کیا سمجھے — نکتہ رس لاکھ ہو پر کیا سمجھے
عجز کی جیب میں جب ڈال کے سر — ما عرفناک کہیں پیغمبر
راہ اس کوچہ کی ناپیدا ہے — پیک ادراک کا چلتا کیا ہے
اس ہوا میں جو اُڑے خود کھو جائے — مرغ فکر اُڑتے ہی عنقا ہو جائے
وہم و اندیشہ کا یاں گل ہے چراغ — گم ہے نام اسکا جسے کہیے سُراغ
کیا کرے اوسکی کوئی حمد و ثنا — غیر سبحانک لا علم لنا
یا الٰہی رہ بہبود دکھا — جلوۂ شاہد مقصود دکھا

دل کا آئینہ مصفا کردے　　طوطیِ طبع کو گویا کردے
دے رسائی کہ یہ ہو عرش خرام　　ذہن میرا کرے الہام کا کام
طائر سدرہ بنا دے اسکو　　پرِ جبریل لگا دے اسکو
دل سے ہوں نکتۂ رنگیں پیدا　　فکر سے میرے مضامیں پیدا
مریم طبع رسا کی یعنی　　پھونک دے کان میں روحِ معنی
بخش یارب مجھے حسن تقریر　　کہ یہ نامہ ہو بخوبی تحریر

## نعت

نوبت نعت نبی آئی ہے　　خامہ سرگرم جبیں سائی ہے
غیب سے آئی ہے پیہم یہ صدا　　مرحبا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
فخر عالم گہر تاج رسل　　خواجۂ کون و مکاں مرجع کل
قرۂ باصرۂ عین حضور　　اولیں موجۂ دریائے ظہور
نور حق جلوۂ رب شان اللہ　　ہے تو بندہ مگر اللہ اللہ
حجت حق ہے وہ محبوب جلیل　　جس طرح لفظ ہو معنی کی دلیل
جلوۂ خاص ہے وہ عین کمال　　میم احمد ہے تعین پر دال
صفر کب ہوئے عدد میں محسوب　　ذات احمد ہے احد سے منسوب

احدیت کا الفِ واصلِ حمد
پئے تعریف ہوا مائلِ حمد

ہوئی مضمون سے عبارت پیدا
کنتُ کنزاً کی اشارت پیدا

قرب کی آنکھ کا تارا ہے وہ
صبحِ ہستی کا ستارہ ہے وہ

اُسی گُل سے ہر دو عالم گلشن
ہے اُسی سے تو خدائی روشن

فخرِ کل صاحبِ لولاک لما
انبیا پڑھتے تھے جسکا کلمہ

اسکی خاطر ہوا عالم پیدا
غل اُٹھا جب ہوئے آدم پیدا

اُس سے ہے احمدِ مرسل مقصود
نخل پھلانے سے ہے پھل مقصود

خلق سے تھا وہ دل افروز مراد
صبح کے ہونے سے ہے روز مراد

رنگ رخسارۂ امید ہے وہ
انبیا صبح ہیں خورشید ہے وہ

ہے یہ روشن کہ جو ہو صبح نمود
پر تو مہر سے ہے اوسکا وجود

پہلے سورج سے سحر ہوتی ہے
اوسکی آمد کی خبر ہوتی ہے

نور بینش تھا بس وہ ہمہ تن
چشمِ عالم میں ہوا سایہ فگن

سایہ ہی مردمکِ دیدہ ہوا
آنکھ کے پردہ میں پوشیدہ ہوا

ہمہ تن نور کا پتلا تھا وہ
مردمِ دیدۂ بینا تھا وہ

آب و گل سے ہے نمود سایہ
یاں ہے معدوم وجود سایہ

چمنِ روح کا شمشاد تھا وہ
ظلمتِ سایہ سے آزاد تھا وہ

سایہ ہم پہلوئے خورشید نہ ہو — دیکھا ہو روح کا سایہ تو کہو
دم رفتار ہوا یہ پیدا — کہ وہ ہے روح رواں آسنا
سنگ در اسکے غزال کعبہ — مرحبا شان کمال کعبہ
گر کوئی سالک راہ معبود — چاہے نظارۂ روئے مقصود
آکے اس در کی اگر خاک نہ ہو — سر ٹپک مر رہے پر خاک نہ ہو
خاک تاباں کی نہ ہو کحل بصر — نہ پڑے شاہد مطلب پہ نظر
آستاں اسکا جو ہے رشک فلک — سجدہ گاہ بشر و جن و ملک
پاؤں کی جا سر تعظیم سے یاں — سر کے بل چلتے ہیں شاہان جہاں
ہے عیاں دیکھئے جو سطح زمیں — عوض نقش قدم نقش جبیں
فخر ہے چھوڑ کے فردوس بریں — یاں کا آدم جو ہوا خاک نشیں
پر جبریل مگس راں اوس کا — طائر قدس ثنا خواں اسکا
دی جو عیسیٰ نے خبر آمد کی — چوم کر خاک رہ احمد کی
دم سے جاروب کشی کرتا تھا — اسکی فراشی کا دم بھرتا تھا
طرّہ تو گو تھی مسیحا کی زباں — آیت اسمہٗ احمد تھا بیاں
صاحب مہر نبوت ہے وہ — بخدا ختم رسالت ہے وہ
معجزہ اسکا نبوت کی دلیل — شان قدرت صفت رب جلیل

جب کھلے تیغ زباں کے جوہر     قطعی حجت تھیں دلیلیں یکسر
کور طبعوں نے نہ بوجھا جب کچھ     نور برہان سے سوجھا جب کچھ
لب شمشیر سے گویا ہو کر     قطع کی حجت اعدا یکسر
ضرب شمشیر تھی اسکی کاری     کر دیا دین کا سکہ جاری
خلق پر حق کے عنایت ہو وہ     بخدا شان ہدایت ہے وہ
کیوں نہ حق بخشے گناہ امت     جب وہ ہو پشت پناہِ امت
آیۂ رحمت رب ہے یہ رسول     جسکا ہے شان میں امت کی نزول
آئے جب نور نبوت لے کر     ہاتھ میں شمع ہدایت لے کر
کر دیا خلقِ خدا کو آگاہ     کہ یہ ہے کعبۂ مقصود کی راہ
کفر کے چہرہ کا رنگ اُڑنے لگا     دل کے آئینوں سے زنگ اُڑنے لگا
خلق پر نور رسالت چمکا     اختر طالع امت چمکا
جو شقی تھے انہیں انکار ہوا     اور بھی کفر میں اصرار ہوا
ہوا خورشید حقیقت کا ظہور     نہ رہا دیدۂ خفاش میں نور
دیکھے جب معجزے ساحر سمجھے     جب سنیں آیتیں شاعر سمجھے
مظہر نور حقیقت تھا وہ ماہ     واں تو روشن تھا سپید اور سیاہ
حق نما آئینہ روئے زیبا     جس سے ہوتی تھی حقیقت پیدا

قلعی ہر شخص کی کھل جاتی تھی　　جیسی صورت تھی نظر آتی تھی
کوئی تصدیق کا دم بھرتا تھا　　کوئی تکذیب کیا کرتا تھا
جب ہوا جلوۂ ذاتِ پُرنور　　ظلمتِ شرک ہوئی خلق سے دور
نور سے سایہ مقابل نہ رہا　　حق نے جلوہ کیا باطل نہ رہا
صاحبِ حُسنِ خدا داد آیا　　دیکھکر جس کو خدا یاد آیا
گردِ راہ اُس کی تھی چشم بد دور　　چشم موسیٰ کے لئے سرمۂ طور
راہ میں اُس کے ہزاروں فرسنگ　　غیرتِ طور تھا ہر ریزۂ سنگ
چشم مازاغ کی بینائی ہے　　دیدۂ قرب میں جا پائی ہے
شبِ معراج فلک سے گذرا　　سرحدِ مُلک ملک سے گذرا
سیدھا وہ چرخ رواں سے نکلا　　تیر اک تھا کہ کماں سے نکلا
کھچ کے وہ تیر کماں پر آیا　　زہ سے چھوٹا تو نشاں پر آیا
مدعا تھا کہ بیاں سے نکلا　　دل میں بیٹھا جو زباں سے نکلا
تنگ طبیعت کے جو دل سے ٹوٹے　　چھکّے عالم کے جہت کے چھوٹے
رفت بیروں قدمش از کونین　　ہمتش ساختہ خلع نعلین
بلکہ از خویش ہم او بیش گذشت　　وہ کہ صد مرحلہ از خویش گذشت
لامکاں پر تھا وہ عنقائے کمال　　عرش پر جسم تھا سایہ کے مثال

جلوہ شاہد دلجو دیکھا بے حجاب رخ و گیسو دیکھا
آنکھیں محرم نہ دل آگاہ نہیں عقل کو مدرکہ کو راہ نہیں
کئے بیواسطہ خالق نے کلام کیسا جبرئیلؑ کہاں کا پیغام
درمیاں پردہ آواز نہ تھا نغمے دلکش تھے مگر ساز نہ تھا
طے ہوئی راہ بیکدم اُس کی آمد و رفت تھی توام اُس کی
درگہ حق سے جو پھر کر آیا تھا وہیں گو کہ زمیں پر آیا
کوئی مضمون اگر ذہن میں ہو لب پر گو آئے مگر ذہن میں ہو
بشر اس راز سے کیا ماہر ہو روح اعظم پہ نہ جب ظاہر ہو
نام یاں عقل کا نادانی ہے پابزنجیر ہے دیوانی ہے
فکر جس راہ سے آگا نہ ہو کہدو بس جانے دے گمراہ نہ ہو

## ایک یہودی کو معراج میں شک آیا اور تائید الٰہی سے تنبیہ ہو کر ایمان لایا

ہے یہ صبح شب معراج کی نقل جس کو سُنکر متحیر ہو عقل
ذکر معراج کا کرتے تھے رسولؐ ہمہ تن گوش تھے ارباب قبول
ایک یہودی بھی وہاں تھا کہ یہ حال سُن کے انکار ہوا اُس کو کمال
دل میں کہتا تھا یہ کہ عقل سے دور آدمی کا نہیں ہرگز مقدور

یاں سے جو بیت مقدس کو جائے — سیر نہ چرخ مقدس کو جائے
اتنا جلد آکے ہو نزہت افروز — اتنی سرعت سے پھرے وہ کہ ہنوز
یوں ہی جنبش میں رہے حلقۂ در — وہی بستر میں ہو گرمی کا اثر
بھر گئے دل میں جو بیہودہ خیال — سمجھا اس واقعہ کو امر محال
کر گیا غلبہ یقیں پر وسواس — نہ چلا عقل کا قدرت پہ قیاس
رہزن اس کی ہوئی کوتہ نظری — تھا نہ ایماں جو کرے راہبری
عقل اس دشت میں سرگرداں ہے — خضر رہ کہیئے جسے ایماں ہے
زعم فاسد سے وہ یکبار اٹھا — بزم اقدس سے بانکار اٹھا
جانب خانہ ہوا وہ راہی — دیکھی بازار میں بکتی ماہی
اختر بخت جو تھا تابندہ — مچھلی ایک اس نے خریدی زندہ
آگے زوجہ کے رکھی لا کے شتاب — کہ میں بھوکا ہوں بنا جلد کباب
غسل کرنے کے لیے جاتا ہوں — پھر کے کھاؤں گا ابھی آتا ہوں
سوت وہ کات رہی تھی بولی — ختم یہ ہاتھ کی ہو لے پولی
تو پکاتی ہوں ابھی خاطر خواہ — غسل اسے کرنا تھا قصہ کوتاہ
کر کے تاکید پکانے کے لئے — خود سدھارا وہ نہانے کے لئے
اپنی پوشاک کنارے پہ اتار — غوطہ دریا میں لگایا یکبار

سر اُٹھاتا تھا کہ حیرت میں تھا — یعنی ایک اور ہی غربت میں تھا

نہ وہ دریا تھا نہ کچھ اُسکا نشاں — تھا کسی دشت میں لیکن عریاں

اور مردی کی علامت تھی گم — جو کی جا پر نظر آیا گندم

آنکھیں ملتا تھا وہ مضطر ہر بار — تھا تحیر کہ یہ کیا ہیں اسرار

خواب ہے یا کہ یہ بیداری ہے — بیخودی ہے کہ یہ ہشیاری ہے

اس میں اک مرد نمودار ہوا — زن شکیلہ تھی طلب گار ہوا

عرق شرم تن عریاں پر — ہو گیا آب رواں کی چادر

تھا نہ پردہ کوئی جز روپوشی — ہو گئی مُہر دہاں خاموشی

غیرت اُلفت نے دلائی اُسکو — تو ردا اپنی اُڑھائی اُس کو

لا کے رکھا اُسے اپنے گھر میں — گھر کیا اُس نے دلِ شوہر میں

تھا دل و جاں سے وہ اُسپر شیدا — کئی لڑکے ہوئے اُس سے پیدا

ہو گئے اُسکو وہاں سات برس — وہی صیاد وہی کنج قفس

ایک دن دل جو کہیں لہرایا — غسل کرنے کو لب بحر آیا

غوطہ دریا میں لگایا اُس نے — اور پھر سر جو اُٹھایا اُس نے

تو وہیں تھا کہ نہاتا تھا جہاں — انقلاب اُسپہ یہ آیا تھا جہاں

اصلی صورت نظر آئی اپنی — اور پوشاک بھی پائی اپنی

پھر تو حیرت زدہ گھر میں آیا جلوہ قدرت نے عجب دکھلایا
چرخہ زن تھی جو زنِ نیک انجام سُوت پونی بھی ہوئی تھی نہ تمام
زندہ تھی ماہی بے تاب ہنوز کہ تڑپتی تھی وہ بے آب ہنوز
دل میں ہر چند تعجب سا رہا مُنہ بنا کر کے بہ ظاہر یہ کہا
دیر کیوں اتنی لگائی تو نے مچھلی اب تک نہ پکائی تو نے
بولی عورت متعجب ہو کر عقل آیا ہے مگر تو کھو کر
بے سبب مجھ پہ نہ یوں جوش میں آ کہ گیا ہے تو ابھی ہوش میں آ
بولا وہ ہو گئی اتنی مدّت کی بیاں اپنی وہ سب کیفیت
بولی وہ کیا کہوں دیوانے سے پی کے آج آیا ہے میخانے سے
ابھی وقفہ نہوا اصلا کچھ بک گیا نشہ میں یہ کیا کیا کچھ
بحرِ حیرت میں یہ سُنکر ڈوبا واقعی واقعہ تھا اعجوبا
دل میں معراج کی تصدیق ہوئی روشن اُس پر رہِ تحقیق ہوئی
نکلا وہ پوست کے یوں اندر سے طفل جیسے رحمِ مادر سے
جادۂ راہِ حقیقت پایا آستانِ نبوی پر آیا
مخلصوں کا درِ دولت پہ ہجوم بیچ میں ماہ تھا اور گرد نجوم
دی تھی جبریلؑ نے یاں آ کے خبر مُسکرائے جو پڑی اُس پہ نظر

یوں لگا کہنے وہ نادم ہو کر | بحضور شہ بندہ پرور
مجھے معراج میں شک آیا تھا | سخت شیطان نے بہکایا تھا
کی مگر فضل خدا نے تائید | غیب سے ہو گئی تنبیہ شدید
کہ کے قصہ کیا اسلام قبول | ہو گیا منزل مقصد پہ نزول
کھل گئی راز حقیقت اُس پر | کیمیاگر ہوا فیضان نظر
لطف حق اُس کا مددگار ہوا | معجزہ آپ کا درکار ہوا
عقل خودرائی عیاذاً باللہ | کر چکی تھی اوسے ورنہ گمراہ
زہے اعجاز رسول عربی | صلِّ یارب علیٰ روح نبی
دل تڑپتا ہے کہ ہو ذکر صفات | ہوں میں حیراں کہ لکھوں کونسی بات
کہ جو ہو لائق خدام جناب | ابتو خاموشی ہے شرط آداب
جب خدا خود ہے ثنا خواں اُسکا | وصف پھر کیا کرے انساں اُسکا
گلِ ہر رنگ تحیات و سلام | بن کے گلدستۂ مطبوع مدام
جس سے خوشبو ہو فرشتوں کا دماغ | باغ رضواں کا جو ہو چشم و چراغ
قطرۂ بارشِ رحمت کے عدد | ثمرِ نخل نبوت کے عدد
ہو جیو ہدیۂ بزم پُر نور | آل و اصحاب مطہر کے حضور
فی المثل یہ ہیں اگر یہ کشتی نوح | انکے ہے زیر قدم راہ فتوح

تو وہ ہیں بُرج ہدایت کے نجوم
سمت مقصود ہو جن سے معلوم

ہوں یہ شرطیں تو نہ ہو غرق نہ گم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

صوفی اب وقت مناجات کا ہے
سامنا قبلۂ حاجات کا ہے

دل سے یارب جو زباں پر پہنچا
جان یہ نام نشاں پر پہنچا

## مناجات

اے خدا اپنے نبیؐ کا صدقہ
اوسکی رحمت طلبی کا صدقہ

رکھو سدا ہم پہ نگاہِ رحمت
اپنے عصیاں ہیں گواہِ رحمت

چشم دل کور ہے بینا کر دے
گنج عرفاں میرا سینہ کر دے

زالِ دنیا سے نہو ہم کو غرض
دین ہی دے ہمیں تو اُسکے عوض

نازش ثروت دُنیا تا کے
بس ہے ہمکو شرف دیں بس ہے

بادۂ عشق پلا دے ہم کو
اپنا دیوانہ بنا دے ہم کو

ہو وفا روز ازل کا وعدہ
آج بے کل کرے کل کا وعدہ

نورِ ایماں ہو چراغِ شبِ گور
اُرنی ہوئے صدائے لبِ گور

غم عشق تو بود راحتِ ما
جنید ایں سلسلۂ دولت ما

جنئے بخشش مبرّا از قصور
ساغر یکہ کہ خمار از دے دور

میوۂ شجرۂ فردوس بدہ
یارب آں دہ کہ بود نزد تو بہ

## مقصود نظم

مژدہ لے دیدہ کہ ہے طالب نور
ہو مبارک تجھے یہ سرمۂ طور

مرے ہاتھ آیا ہے اک نسخۂ نور
کوریٔ دیدۂ دل جس سے ہو دور

شمع کاشانۂ دیں روشن ہو
خانۂ چشم یقیں روشن ہو

نخل وایماں ترو تازہ ہو جائے
روئے اسلام کو غازہ ہو جائے

حلیۂ پاک نبی بالتصریح
لکھتے ہیں ہم بروایات صحیح

حوصلہ اپنا کہاں اتنا بلند
ہو سکے ہم سے مکرر جو یہ قند

ہاں اونہیں کی جو مدد ہو جائے
اپنی بخشش کی سند ہو جائے

فکر مورا ہ معانی ہیں ذلیل
مدد اے قوت روح جبریلؑ

بھر دے اے ساقی صہبائے طہور
ساغر دل میں مے ناب سرور

وہ مے ناب کہ مشرب کی جان
کیف میں دیکھلوں بیکیف کی شان

آئینۂ چشم تمنا ہو جائے
جلوہ گر برزخ کبریٰ ہو جائے

دل تجلی گہ خورشید بنے
دیدہ حیرت کدۂ دید بنے

دیکھوں آئینہ میں جلوہ دلخواہ
من رآنی ہوئی الحق کی راہ

شوق درماں تسلی پائے　　　حسن حق ذوق تجلی پائے

## حلیہ شریف

فکر کو رتبۂ معراج ہے آج　　　ناطقہ کی شب قدر آج ہے آج
طائر ذہن رسا اوج پہ ہے　　　قلزم طبع رواں موج پہ ہے
عرش سے ہوتے ہیں مضموں نازل　　　وحی مضموں ہے تو جبریل ہے دل
عقل اول سے ہے امداد مجھے　　　روح اعظم سے ہے ارشاد مجھے
مرے مضموں کے ہیں انداز بلند　　　عرش کے بام پہ پھینکی ہے کمند
طبع برجستہ کا ہے اور ہی طور　　　کی ہے یاں فکر نے تحریک ہی اور
سلسلہ نعت کا محکم پاکر　　　خود بخود بندھتے ہیں مضموں آکر
حوصلہ ہے سخن آرائی کا　　　شکر ہو نعمت گویائی کا
ہے یقیں راہ معانی کھل جائے　　　مری تائید کو روح القدس آئے
غیرت طور ہو نامہ میرا　　　شجر نور ہو خامہ میرا
اس سے نور آنکھوں میں کس طرح نہ ہو　　　روشنائی ہے سیاہی نہ کہو
حرف ہیں جلوہ نما ہے مطلب　　　روح ایماں کو ہے معراج کی شب
دل کھلا جاتا ہے مضموں ہیں فدا　　　عالم غیب سے سنتا ہوں ندا

گاہ آواز الم نشرح لک ۔۔۔ گہ صدائے ورفعنا ذکرک

کی زمیں شعر کی سرسبز تمام ۔۔۔ نقطوں سے دانے رکھے لفظوں سے دام

اوڑ چلے طائر مضمون بلند ۔۔۔ تو کیا رشتۂ تحریر میں بند

لب پہ جب وصف رسول آتا ہے ۔۔۔ پیشوائی کو قبول آتا ہے

بیٹھتے کرسی پہ ہوتا ہے حصول ۔۔۔ عرش دل پر اسے معراج قبول

اس میں جب نعت کا سودا ہوئے ۔۔۔ کیوں یہ اُردو نہ معلّٰے ہوئے

آسماں پر جو فرشتے میرے ۔۔۔ لیکے جاتے ہیں نوشتے میرے

آفریں اہل فلک کرتے ہیں ۔۔۔ شور احسنت ملک کرتے ہیں

چھوٹتی ہے دُر مضموں سے صدف ۔۔۔ کان اب کیجے بندہ کی طرف

جانفزا باتوں سے حاصل ہے فتوح ۔۔۔ پھونکے دیتے ہیں یہ ہم کان میں روح

موج زن بحر کہ ہے آب حیات ۔۔۔ خضر خامہ ہے سیاہی ظلمات

چرخ پر ہوکے ملک سر بسجود ۔۔۔ مری اس نظم پہ پڑھتے ہیں درود

## قد اقدس

قد برجستہ نہ کوتاہ نہ دراز ۔۔۔ نخل بے سایہ سراپا اعجاز

معتدل گو کہ قد والا تھا ۔۔۔ سب سے مجمع میں مگر بالا تھا

شک نہیں اُنکے بڑے ہونے میں — سب سے اونچے تھے کھڑے ہونے میں
بیٹھنے میں بھی سرافراز تھے وہ — شمع ساں بزم میں ممتاز تھے وہ
حُسن ایسا تھا کہ سُبحان اللہ — جنت دیدہ و فردوس نگاہ
نہ تو فربہ تھا نہ لاغر وہ بدن — غیرت نسترن و رشک سمن
استخوانوں میں بزرگی تھی تمام — ہے بجا کہیے اگر ان کو عظام
خوب دلچسپ تمامی پیوند — ٹھیک ہر عضو مناسب ہر بند
چست موزون و حسین صلّ علیٰ — ہمہ تن نور کے سانچے میں ڈھلا
عقل حیران ہے مضطر دل ہے — موئے کس کس پہ فدا مشکل ہے
وہ کشاکش ہے کہ اللہ اللہ — تار تار اوڑتا ہے دامان نگاہ
جی کا شیرازہ بکھرنے پر ہے — جزو سیپارۂ دل ابتر ہے
الغرض چاہیے جیسا کہ درست — خلعت حُسن ہے اس قد پر چست
ہمہ تن جلوۂ رعنائی ہے — سر بسر عالم زیبائی ہے
اس سے ہے خامۂ ایجاد کو ناز — اپنی یکتائی پہ اُستاد کو ناز
جب یہ نقش اس چم و خم سے کھینچا — ہاتھ قدرت نے قلم سے کھینچا
جنکو تھی دولت دیدار نصیب — ہوئے جن لوگوں کے بیدار نصیب
متفق ہیں کہ ہے بے مثل وہ ماہ — اُسکا ثانی نہیں دیکھا واللہ

یاں نہ سایہ کی بھی پیدائی ہے ‏ کام یہی غیرت یکتائی ہے
ہو غیرت سے وہ مہ عکس پذیر ‏ آئینہ بھی نہیں لا سکتا نظیر
لاکھ یوں منہ کی صفائی دکھلائے ‏ سامنے آئے تو قلعی کھلجائے
پاک تھا سفل سے جسم انور ‏ کبھی بیٹھی نہیں مکھی تن پر
سر سے طائر کوئی اوڑ کر نہ گیا ‏ حد آداب سے باہر نہ گیا
جانفزا تھی تن اطہر کی بو ‏ گرد تھی مشک کی عنبر کی بو
پیرہن گل کا پسینے سے بسا ‏ باغ فردوس مدینے سے بسا
جس طرف ہو کے گذرتا وہ شاہ ‏ دیر تک رہتی معطر وہ راہ
کشتۂ شوق زیارت طلبی ‏ پوچھتے کے نہ تھے محتاج کبھی
تھی وہ بو راہبر اہل دماغ ‏ گل کا ہاتھ آتا تھا نکہت سے سراغ
کہدو رضواں کو اگر بھولا ہے ‏ باغ فردوس پہ کیا پھولا ہے
گر کبھی انجمن پاک میں آئے ‏ نکہت خلد سے دم ناک میں آئے

## حکایت

ایک عورت تھی مسلماں حق کیش ‏ اُس کی لڑکی کی تھی شادی درپیش
تھی جو محتاج نہ تھا کچھ زر و نقد ‏ نہ ہوا عطر میسر شب عقد

تھی دُلہن کے لیے خوشبو جو ضرور　　آئی وہ خواجۂ عالم کے حضور
جلوہ فرما تھے رسولِ برحق　　لیا پیشانی سے حضرت کی عرق
ہاتھ یہ نسخہ جو آیا اوس کو　　عطر کے بدلے لگایا اوس کو
نسل سے اوسکی گئی پشتوں تک　　ویسی ہی عطر کی آتی تھی مہک
جب خراماں کہیں وہ ماہ چلے　　ابر سایہ کئے ہمراہ چلے
تھا جو اجلال نبوت طاری　　جسنے دیکھا ہوئی ہیبت طاری
ہوگئے اہل نظر محو جمال　　چھا گیا خلق پہ رعب اجلال
کیا اُمت نے پئے رفع گزند　　آتش دل پہ سویدا کو سپند
چشم بد دور رہو ماشاءاللہ　　ہم بھی دیکھیں یہ تماشا اللہ
سورۂ نور سے لازم ہے یہاں　　آیت آیت کی ہو تفسیر بیاں

## سرِ عالی

شان اُس سر کی خوش اسلوبی میں　　تھے بڑے عالم محبوبی میں

## موے معنبر

غیرتِ مشکِ ختن زلف سیاہ　　جلوۂ رُخ سے فروغ شب ماہ

کیوں نہ اُسکو شب معراج کہیں ۔۔۔ لیلۃ القدر کی سرتاج کہیں
جس میں ہے شمع تدلّی روشن ۔۔۔ جس سے ہے شمع تجلّی روشن
بکھری ہے چہرے پر زلف دلکش ۔۔۔ کعبہ میں اوتری ہے یا فوج حبش
کیوں نہ اس مشک سے عالم مہکے ۔۔۔ ہے یہ نافہ سے ذبیح اللّٰہ کے
ناف کعبہ ہے اسی سے خوشبو ۔۔۔ نافہ دار اس سے حرم کے آہو
مانگ نکلی نہیں مشکیں مو میں ۔۔۔ تار ٹوٹا ہے شب گیسو میں
پیچ اُس سرو کے سنبل میں نہیں ۔۔۔ گرہ اُسکی سر کاکل میں نہیں
تا نہ اولجھے کہ جہاں ہو برہم ۔۔۔ سیدھے بال اتنے نہ اتنے پُرخم
تھی نہ واں راہ تکلف سرمو ۔۔۔ کردیا فرق جو بکھرے گیسو
گر بگڑتی نہ وہ زلفِ شب فام ۔۔۔ شانہ کا لیتے نہ پنجہ سے کام
بعد اک روز کے شانہ کا مگر ۔۔۔ کوچہ زلف میں ہوتا تھا گذر
کب وہاں حاجت آرائش تھی ۔۔۔ کہ خداداد وہ زیبائش تھی
موئے کاکل کبھی تا نرمہ گوش ۔۔۔ تا بگردن کبھی گاہے تا دوش
دل خلق اپنے کئے حلقہ بگوش ۔۔۔ اسکے دیوانے سدا خانہ بدوش

## جبین انور

مطلع حسن ازل لوح جبیں — افق صبح صفا نور آگیں
بخت ارباب سعادت سے بلند — کرتے ہوں اہل صفا جسکو پسند

## روئے تاباں

رخ پُرنور کا آیا ہے خیال — رگ دل تڑپے ہے بجلی کی مثال
کیوں مضامیں نہوں مجھے روشن — اس سے دل ہی میرا رشک ایمن
ہے تصور میں جو یہ نور کی شمع — طبع روشن سے تجلی طور کی شمع
ترے آئینہ میں ماشاء اللہ — دیکھے ہے اپنا تماشا اللہ
نور ایماں کا ظہور اس سے ہے — دل میں ایمان کا نور اس سے ہے
بدر کامل سا منور چہرہ — مطلقاً تھا نہ مدور چہرہ
تھی عیاں اس سے مگر اک تدویر — کسنے اس نقشہ کی دیکھی تصویر
قول جابرؓ ہے کہ میں نے شب ماہ — چاند پر اور جو کی ان پہ نگاہ
حسن میں ان کو نرالا پایا — بخدا ماہ سے بالا پایا
برگ گل سے تر و تازہ رخسار — صاف و پاکیزہ و نرم و ہموار
رنگ میں نور صباحت پیدا — گندمی رنگ ملاحت پیدا
پُر نمک حسن دمکتا ہوا رنگ — صاف شفاف چمکتا ہوا رنگ

تھی عجب عارضِ انور میں چمک | کہ تھی سُرخی میں سپیدی کی دمک
دیکھے گر روے درخشاں کا رنگ | تو اوڑے صبح بدخشاں کا رنگ
نمکیں حُسن کا ہے شور تمام | سب ملیح اوسکے نمکخوار غلام
چاشنی پائی ہے اس سے بیشک | گردن حُسن پہ ہے حق نمک
کیا اک مرد نے حضرت سے سوال | ماہ کنعاں کا ہے مشہور جمال
شہرہ ہی غرب سے جس کا تا شرق | آپ میں اور ہے اُن میں کیا فرق
تو کہا آپنے یوسف تھے صبیح | عالمِ حُسن میں اور میں ہوں ملیح
تھا حسینوں کا وہ سلطاں تاج | ہے ملاحت کی صباحت محتاج

## گوشِ حق نیوش

کان خوبی صدف صاف سے کان | ہو سکے اُنکی صفت کیا امکاں
مہر عارض کا پڑا ہے پرتو | نور کی لو ہے کہ ہے کان کی لو

## ابروے مقوس

تیغ ابرو سے کٹے دل میں ہلال | ہاتھ پھیلائے ہیں کعبہ پہ بلال رض
بھویں باریک کشیدہ خمدار | تھی نہ پیوستگی اون میں زنہار

نظر آتی نہیں وہ پیوستہ مگر | بال پڑجاتا تھا وہاں تار نظر
سبز اک رگ تھی میانِ ابرو | تھی وہ رگ تیر کمان ابرو
قہر ہوتا جو نمایاں ہوتی | غضب آتا تو درخشاں ہوتی

## چشم مقدس

مے دیدار سے آنکھیں مخمور | رب ہے ساقی تو یہ ہیں جام طہور
رخ ہے جنت تو یہ ہیں ساغر نور | نگہ مست ہے صہبائے طہور
سامنا ساقی باقی کا ہے | عکس رخ جام ہیں ساقی کا ہے
کیوں نہ حق بینی ہو منظور انہیں | کحل مازاغ سے ہے نور انہیں
بات کیا کیا نہیں محبوبی کی | سرمگیں مست بڑی خوبی کی
اوسپہ رشک رگ گل ڈورے لال | جوہر آئینہ حسن کمال
فتنہ گر ہیں نہ فسوں ساز ہیں یہ | بخدا صاحب اعجاز ہیں یہ
کب بھلا ان کے مقابل ہو سحر | انکے اعجاز سے باطل ہو سحر
ان سے چشمک ہو یہ انداز نہیں | کج ادا یہ نہیں غماز نہیں
موئے مژگاں تھے سیاہ او دراز | دلنشیں تیر کمان اعجاز
نور اعجاز سے چشم دلجو | شمع ساں دیکھتے یکساں ہر سو

پشت پا رہتے تھے ملحوظ سدا
آنکھ کے پردہ میں تھی جائے حیا
دیکھتے جب کبھی جبریل کی راہ
کرتے تھے جانب افلاک نگاہ
عین رحمت ہیں مگر دیدۂ تر
رہتی ہے اُمت عاصی پہ نظر

## بینی معلّٰے

قول راوی کا ہوا دل کو پسند
نور کے شعلے تھے بینی سے بلند
اس سبب سے نظر آتے تھے بلند
تھی نہ کچھ اتنی بلندی ہر چند
بینی کہتے ہیں جسے دانشمند
شمع عارض کی مگر تو ہے بلند

## دہان مبارک

کوزۂ قند دہن بات نبات
کشتۂ شوق تکلم کی حیات
تھی نہ مضمون دہاں ہیں تنگی
تا نہو فیض بیاں میں تنگی
تھی فراخی مگر انداز کے ساتھ
روح داؤد تھی آواز کے ساتھ
لب رگِ گل سے لطافت میں سوا
مرض دل کی دم حرف دوا
سمجھے ہنگام سخن نکتہ شناس
معنی فِیهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ
شانۂ زلف احادیث زباں
مو بمو حرف جدا وقت بیاں

گفتگو سلجھی ہوئی صاف و فصیح    لب کے اعجاز پہ مرتے تھے مسیح
مردہ اک بات میں جی جاتا تھا    لب کے ہلنے پہ نہ حرف آتا تھا
شستہ تقریر سراسر موزوں    مختصر باتیں مگر پُر مضموں
عجب انداز تبسم محبوب    عجب اعجاز تکلم مرغوب
رعب ایسا تھا کہ جس کی ناگاہ    پڑتی تھی اُس شہ ذیشاں پہ نگاہ
شان اجلال سے ہوتا تھا یہ حال    بات کرنے کی نہ پاتا تھا مجال
جب وہ لیتے لب جاں بخش سے کام    جانفزا ہوتا تھا اعجاز کلام
حسن خو طرز سخن کی نرمی    رخصت عرض کو دل کی گرمی
شان رحمت لب خنداں سے عیاں    رنگ و خوبی در دنداں سے عیاں
سلک دنداں سے گہر آب میں غرق    اگلے دو دانتوں میں باہم کچھ فرق
جس سے تھا برق تجلی کا ظہور    وقت تقریر نکلتا تھا نور
عکس اُس نور کا ہنگام بیاں    در و دیوار پہ ہوتا تھا عیاں
یہی روشن دم گفتار ہوا    نور دل تھا کہ نمودار ہوا

## حکایت

ایک شب عائشہ پاک سرشت    اپنے حجرہ میں جو تھا رشک بہشت

سیتی تھیں چادر اندھیری گھر میں
کہ نبیؐ آئے سویرے گھر میں

اُن کی تعظیم کو وہ صدق شعار
جو اٹھیں گر گئی سوزن یکبار

پھر تو کانٹے دل مضطر میں چبھے
کہ مبادا تنِ اطہر میں چبھے

اُن کو پہنچے نہ الٰہی آزار
پھول سا جسم وہ ہوئے نہ فگار

مضطرب ہو کے خجستہ بانو
ڈھونڈھتی تھی سرِ بستر ہر سو

مضطر اُن کو جو نہایت پایا
رحم سے آپ نے یوں فرمایا

کہ سبب کیا ہے جو مضطر ہو کمال
عرض کی عائشہ نے صورتِ حال

خوش جو انداز تکلم آیا
شہ والا کو تبسم آیا

مسکرائے جو وہ چشم بد دور
دہن پاک سے نکلا اک نور

ہو گیا حجرۂ عالی روشن
صاف جس میں نظر آئی سوزن

## لحیہ متبرک

ڈاڑھی چہرہ پہ ہے اللہ کا نور
خط ریحاں میں ہی قرآں مسطور

گرد رخ خط کا ہی کچھ لطف ہی اور
حبشی کرتے ہیں قرآن کا دور

کعبہ میں کیا صف طاعت ہے کھڑی
زنگیوں کی یہ جماعت ہے کھڑی

تھے گھنے ریش مبارک کے بال
شان مردی و نشان اجلال

## گردن زیبا

نقرۂ خام سے صافی گردن | غیرت گردن آہوئے ختن

## شانۂ معلّٰے

خوبی وضع سے شانوں نے دوچند | کردیا حسن کے شانوں کو بلند
درمیاں شانوں کے وسعت پیدا | بیچ میں مُہرِ نبوّت پیدا
حق نے دی اُنکو شہنشاہی دیں | سونپ کر مُہرِ نبوّت کا نگیں
رب نے بخشا ہے قبالہ مُہری | ہے رسالت کا رسالہ مُہری
پشت پر مُہر جو کی رمز یہ تھی | کہ نہ ہو گا کوئی بعد اس کے نبیؐ

## دستِ دلکش

قبضۂ بازو و دوش اطہر | کثرت موئے مزیّن یکسر
ہاتھ میں رکھتے تھے قوت کی دلیل | تھی قوی زورِ شجاعت کی دلیل
لمبے ہاتھ اُنکے نہوں کیوں دلخواہ | دستگیری میں نہیں یہ کوتاہ
تھی کشادہ کفِ دستِ زیبا | نرم مانند حریر و دیبا
تھی کفِ دست کہ بحرِ مواج | رزق تھے آپ گھر میں محتاج
پانچ ایمان کے ارکاں انگشت | پنجہ میں اُن کے دو عالم کی بہشت

کشورِ حُسن میں شور اُن کا ہے | پنجۂ مہر کو زور اُن کا ہے
انگلیاں تھیں شہِ والا کی دراز | عالمِ حُسن میں ہر اک ممتاز

## پہلوئے شریف و سینہ لطیف

خوبیوں سے بھرے پہلوے شریف | سینہ پہنا اور زیبا و لطیف
لوحِ محفوظ ہے یا سینہ ہے | روئے مقصود کا آئینہ ہے
علمِ معنی کا مدینہ ہے یہ | نسخۂ دیں کا سفینہ ہے یہ

## شکمِ پاک

لوحِ سیمیں سا شکم صاف کھچا | خط مو سینہ سے تا ناف کھچا

## عذرِ عدمِ ادراکِ کیفیتِ کمر

بسکہ مضمون کمر کا تھا ادق | ذہنِ راوی میں نہ آیا مطلق

## پائے دلنشیں

دو ستوں نور کی ساق سیمیں | خوشنما دلکش و باریک و حسیں

دلنشیں ایڑیاں کم گوشت سبک | کف پا نرم و ملیح و نازک

اونچے رہتے تھے زمیں سے کف پاک | آئے تا ہاتھ میں تلووں کی خاک

کہ بشر اُس کا بنائیں سُرمہ | ملک آنکھوں میں لگائیں سُرمہ

قدم اُٹھتے تھے عجب خوبی سے | پاؤں رکھتے تھے تو محبوبی سے

حشر برپا ہوا اس انداز کی چال | جی اُٹھیں مُردے وہ اعجاز کی چال

طرز رفتار میں جو لانی تھی | اُن کی جو چال تھی لاثانی تھی

تھا یہ ظاہر روش والا سے | رُخ ہے پستی کی طرف بالا سے

آگے ہی پڑتے تھے شیروں کی طرح | پاؤں قوت سے دلیروں کی طرح

بے تکلف حرکات و سکنات | ہمہ تن خیر تھے اور کل حسنات

جو ادا اُن کی تھی دلخواہ تھی وہ | کہ من اللہ و باللہ تھی وہ

تھی عجب سیّد ذیشان کی شاں | کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَأْنٍ کی شان

السّلام اے نظر رحمت حق | السّلام اے اثر رحمت حق

السّلام اے ہمہ تن نور خدا | نظر لطف سے منظور خدا

السّلام اے سبب موجودات | اصل مقصود علیک الصلوات

ہم ہیں یا گوشۂ محرومی ہے | سخت محرومی و مغمومی ہے

اپنی جانب سے ہے گو یاس ہمیں | یا نبیؐ آپ کی ہے آس ہمیں

آپ کی ذات جو ہے رحمتِ حق — یاس کے چہرے کا یاں رنگ ہو فق
ہے شفاعت کی جو صوفی کو امید — گو سیہ کار ہے پر منہ ہے سفید
آپ کی ہی جو شفاعت پر ناز — اپنی عصیاں کو ہو طاعت پر ناز
حشر میں شوق شفاعت ہے گواہ — لاکھ طاعت پہ نہ دوں ایک گناہ
کل جو ہنگامۂ محشر ہوگا — رشک نیکوں کو بدوں پر ہوگا
ہو جو عصیاں پہ شفاعت کی نگاہ — زیر پا میں بھی ہوں انشاء اللہ
عاصیوں کو جو یہ دولت ہو نصیب — منہ تکیں نیک تماشا ہو عجیب
عرض حاجت تو ہی آداب سے دور — کیونکہ خود حامیِ امت ہیں حضور
دل کی حسرت ہے ملے خاک میں ہم — آپ کے بار گنہ پاک ہیں ہم
خود بدولت ہی کو پاتے ہیں شفیع — ہم شفاعت ہی کو لاتے ہیں شفیع
مدد اے آیۂ رحمت مدد دے — ہمہ تن سایۂ رحمت مدد دے
نعت جو لکھی ہے ای پاک نبی — معترف ہوں کہ ہوئی بے ادبی
جب خدا آپ کا خود ہے وصاف — ہم گنہگار ہیں تقصیر معاف
لاکھ تسلیم تحیات ہزار — ہو جو روضۂ انور کی نثار

## خاتمہ

شکر للہ کہ یہ رعنا محبوب — دلربا یانہ ہے جسکا اسلوب

نئے انداز سے ماشاءاللہ
حلۂ نظم میں آیا دلخواہ

لب میں خامہ کے مسیحائی ہے
قالب نظم میں جان آئی ہے

واہ اے خامۂ اعجاز رقم
تری اعجاز کے قائل ہوئے ہم

اس طرح لفظ سے معنی ہیں عیاں
جس طرح جلوہ نما جسم سے جاں

کیوں نہ ہو یہ سراپا کس کا
سال ہے نغمۂ صوفی اس کا

لکھ چکا ہیں یہ شمائل تو جناب
قبلہ و کعبہ معلّٰی القاب

حضرت شاہ خلیل الدین جوش
نور معنی شرف دانش و ہوش

دیکھکر اس کو بہت شاد ہوئے
شعر برجستہ یہ ارشاد ہوئے

کی ہے تقریر بزرگی سے جو طول
یہ دعا ہے کرے اللہ قبول

## تقریظ و تاریخ

کس نے پائی ہے پریخواں کی مہر
چنگی میں تھی سلیماں کی مہر

کیا بڑا ہو کوئی کیا راہ کرے
سعد جاہے جسے اللہ کرے

شرط دولت کو نہ مال آیا ہے
یاں بزرگی کو نہ سال آیا ہے

چھوٹے بھائی میرے فرزند علی
بارک اللہ سعید ازلی

چھوٹا سن ہے بڑی اعلائی ہے
ہاں رہ علم و یقیں پائی ہے

اثرِ فیضِ برادر ہے وہ — تھا تو کہتر ہی پہ بہتر ہے وہ
آج اعظم کی ہے صحبت کا اثر — مس کو اک دم میں جو کرتی ہے زر
ہم بڑوں کا شرف جاہ ہے وہ — عز اعقاب بھی واللہ ہے وہ
مے وحدت سے ہے مخمور بہت — نشۂ عشق سے ہے چور بہت
اس کو مستی کی جو لہرائی ہے — کیفیت اس نے یہ دکھلائی ہے
حلیۂ پاک رسول اکرم — کچھ عجب ڈھب سے کیا اس نے رقم
ہوا انجام اور آغاز نیا — سب نیا طرز ہے انداز نیا
چمک آئینہ نے دکھلائی ہے — صفحہ پر دل کے ضیا آئی ہے
پرتو مہر نزول صوفی — شرف تاج قبول صوفی
ہے یہ آئینہ روے مقصود — دیکھتے جوش اسے اور پڑھتے درود

## رباعی

مصرع سال برادر ہو قبول — عینک رویت دیدار رسول
۱۲۸۱ ھ
شد نظم شمائل رسول مقبول — بو دست چنانکہ از صحابہ منقول
بودم در فکر سال تاریخ اے جوش — دل گفت کہ حبذا سراپاے رسول
۱۲۸۱ ھ

تمت

١٣٥٢

GAYA.